اصطلاح سیرت کا جامع مفہوم۔۔۔ تحقیقی جائزہ

حافظ محمد اصغر☆

ڈاکٹر محمد طیب☆☆

Abstract:

"The word Seerah is a term as well as a concept in the perspective of the life of the last Prophet Mohammad, peace be upon him so it is an interesting pious meter to establish a real understanding in its vast and comprehensive sense because life of the Prophet has been declared as "Uswa-e-Hasanah" by Allah almighty, first and fore most need for every human being to lead the life as a true muslim."

Key Words: Seerah, The last Prophet, Islamic Persepective, Comprehansive, Sense of Understanding, Uswa-e-Hasana

لغوی معنی

''سیرت'' کا لفظ فعل سار ، یسیر سے اسم مصدر ہے۔سار ، یسیر کے مصادر سیراً و تَسْیَاراً وَ مَسِیْرًا وسِیرۃً و سیرورۃً ہیں۔ان تمام مصادر کا اسم ''السیرۃ'' ہے۔(۱)

''السیرۃ'' واحد ہے،اس کی جمع ''السیر''، بکسر الاول، وفتح الثانی ہے۔(۲)

عربی میں لفظ ''السیرۃ'' کا مطلب طریقہ اور حالت ہے۔(۳) ابنِ منظور لکھتے ہیں:

" السیرۃ :الھیئۃ ، فی التنزیل العزیز ، سنعیدھا سیرتھا الأولی"(۴)

''سیرت سے مراد ہیئت ہے، قرآن مجید میں ہے کہ عنقریب ہم اسے اس کی پہلی حالت پر لے آئیں گے۔''

اُردو میں ''سیرت'' سے عادت، طریقہ، طرزِ زندگی، نیکی، خاصیت، حالات وواقعات اور سوانح حیات مراد لی جاتی ہے۔(۵) نیز اُردو میں سیرت سے مراد نیک کردار اور اچھے افعال لئے جاتے ہیں۔ جب کہ عربی زبان میں مجرد طریقہ یا کردار مراد ہوتا ہے۔اچھے یا برے کی تخصیص لغوی طور پر نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام علی بن محمد الجرجانی لکھتے ہیں:

☆ لیکچرر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف کامرس، فیصل آباد

''لغوی طور پر سیرت سے مراد مطلق طریقہ یا کردار لیا جاتا ہے، خواہ وہ کردار یا طریقہ اچھا ہو یا برا، اسی لئے کہا جاتا ہے:

'' فلان محمود السيرة وفلان مذموم السيرة''(۶)

(فلاں انسان کی سیرت قابل تعریف ہے اور فلاں کی سیرت قابلِ مذمت ہے۔)

مگر اکثر اوقات عربی اور اردو دونوں میں حسن کردار اور قابلِ تعریف افعال ہی کو سیرت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

انگریزی میں ''سیرت'' کا ترجمہ "Way , Manner" کیا جاتا ہے۔(۷)

یہ لفظ تقریباً ایک ہی مفہوم اردو، عربی اور بعض دوسری زبانوں میں مستعمل ہے۔

چنانچہ اُردو میں سیرت سے مراد سوانح عمری، سوانح نگاری، عربی میں تاریخ کا ایک شعبہ، یونانی میں بائیوگرافی اور انگریزی میں لائف (Life) کہتے ہیں۔(۸) نیز اردو میں بالخصوص حضرت محمد مصطفی ﷺ کے حالات وواقعاتِ زندگی کا تذکرہ مراد ہے، جسے سیرت نبوی ﷺ کہتے ہیں۔(۹)

سیرت کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں سیرت سے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ، ارشادات وافعال مراد لیے جاتے ہیں۔ چنانچہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں ہے:

''السيرة:هی الترجمة الماثورة لحياة النبی محمد عليه السلام۔''(۱۰)

(سیرت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق آثار کے مجموعے کا نام ہے۔)

گویا حضور سرورکونین ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے اقوال وافعال، تقریرات اور صفات کے متعلق آثار وروایات پر مشتمل ہے۔ اصطلاح سیرت کے اس وسیع تر مفہوم کو محمد منیر غضبان ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''وان كانت السيرة النبوية هی ما ورد عن رسول الله ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة ''(۱۱)

(سیرت النبی، رسول اللہ ﷺ سے منقول اقوال، افعال، تقریرات اور صفات کا مجموعہ ہے۔)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مذکورہ تعریف میں توسیع کرتے ہوئے سیرت صحابہ کو بھی ساتھ بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

'' آنچہ متعلق بوجود پیغمبر ما ﷺ وصحابہ کرام وآن عظام است واز ابتدائے تولد آنجناب تا غایت وفات آن را سیرت گویند۔''(۱۲)

(جو کچھ ہمارے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی عظمت اوران کے وجود سے متعلق ہو جس میں آپ ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، وہ سیرت ہے۔)

شاہ عبدالعزیز نے سیرت الرسول ﷺ میں سیرتِ صحابہ کو اس لیے شامل کیا ہے کہ صحابہ کی

سیرت اور تربیت رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتبلیغ کا نتیجہ تھی، ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا حسن سلوک اور منصب رسالت کے حوالے سے تعلق سیرت کا ایک بہت اہم باب ہے۔

چونکہ سیرت کے ماخذ میں سے بے حد اہم اور بنیادی ماخذ حدیث نبوی ہے اور احادیث میں دراصل سیرت کا ہی تذکرہ ہے۔ اس لئے علماء کرام نے پورے ذخیرۂ حدیث کو سیرت قرار دیا ہے۔ چنانچہ مولانا ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں:

''سیرت تو پوری حدیث ہے۔''(۱۳)

قاضی اطہر مبارک پوری سیرت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ لفظ (سیرت) صاحبِ سیرت کے پورے احوال زندگی پر بولا جاتا ہے اور محدثین ومؤرخین نے کتاب السیر ۃ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کے حالات جمع کئے ہیں، جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔''(۱۴)

اس لیے عصرِ حاضر میں سیرت کا لفظ وسیع تر معنی میں مستعمل ہے، اگرچہ یہ لفظ مخصوص اور محدود معنوں پر دلالت کرتا رہا۔ چنانچہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی لکھتے ہیں:

" وقد یراد بھا السنة فی المعاملات یقال سارابوبکررضی اللہ عنه بسیرة رسول اللہ ﷺ"(۱۵)

(سیرت سے معاملات میں سنت مراد لی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق چلے۔)

اسی طرح سیرت سے رسول اللہ ﷺ کے غزوات بھی مراد لئے جاتے ہیں۔(۱۶) فقہاء جہاد اور غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے کفار ومشرکین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے، اس کو سیرت سے تعبیر کرتے ہیں۔(۱۷)

حافظ ابنِ حجر اس مفہوم میں لفظ ''سیرت'' کے استعمال کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السیر: جمع سیرة وأطلق ذلك أبواب علی الجھاد لأنھا متلقاة من أحوال النبی ﷺ فی غزواته"(۱۸)

(السیر: سیرت کی جمع ہے، اور اس کا اطلاق جہاد کے مفہوم میں اس لئے ہوتا ہے کہ جہاد سے رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں احوال کا علم ہوتا ہے۔)

موجودہ احوال وظروف میں سیرت کا لفظ ایک جامع مفہوم رکھتا ہے۔ جسے کسی ایک خاص اور محدود معنی میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ علماء نے سیرت کو بائیوگرافی (Biography) سے بھی ممتاز قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ سیرت اور بائیوگرافی کا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیرت کو محض سوانح عمری (بائیوگرافی) سمجھنا غلط ہے۔ یہ ایک ارفع واشرف تکنیکی عمل ہے۔ جدید تصور کی بائیوگرافی ہرگز نہیں، اسی مغالطے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے بہت سے جدید سوانح

نگاروں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اسے بائیوگرافی کہنا ہی ہے تو برتر (Super) بائیوگرافی کہا جاسکتا ہے۔ تاہم اس کے یہ معنی نہیں کہ سیرت بائیوگرافی کے خصائص سے خالی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیرت بائیوگرافی تو ہے لیکن ایک مخصوص اور ارفع قسم کی بائیوگرافی ہے۔''(۱۹)

سیرت کے وسیع تر مفہوم کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ، علامہ شبلی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہی وجہ ہے کہ شبلی نے سیرۃ النبی میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں محض رسمی قسم کی سیرت نہیں لکھ رہا ہوں ،میری کتاب نبوت محمدی کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔''(۲۰)

علامہ شبلی نعمانی کی اس شہرۂ آفاق تصنیف کے تناظر میں ڈاکٹر صاحب موصوف مزید فرماتے ہیں:

''سیرت النبی کہانی نہیں، دین ہے اور یہی چیز اسے سیرت کی باقی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔''(۲۱)

سیرت کا موضوع عالمگیر وسعتوں اور جامعیت سے مرقع ہے۔ عصری حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ جدید تحقیقی وتنقیدی تناظر میں یہ موضوع گو ہر لحہ وسعت پذیر ہے۔ چنانچہ برصغیر کے معروف سکالر ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

''سیرت ایک لامتناہی اور متلاطم سمندر ہے، علم سیرت محض ایک شخصیت کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک قوم، ایک ملت اور ایک الٰہی پیغام کا آغاز اور ارتقاء کی ایک انتہائی دلچسپ اور انتہائی مفید داستان ہے۔ سیرت ایک ایسا دریائے متلاطم ہے جس کے درہائے ناسفتہ لامتناہی ہیں۔''(۲۲)

سیرت کے مفہوم کی عصری تناظر میں ترجمانی کرتے ہوئے معروف سکالر منیر محمد غضبان لکھتے ہیں:

سیرت نبوی کے مباحث بنیادی طور پر درج ذیل ہیں:

۱: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف انتقال تک کی حیات طیبہ کا مطالعہ۔

۲: آپ ﷺ کے صحابہ کرام کہ جنھوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔

۳: رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی اقرأ سے شروع ہونے والے دین کی اشاعت، بالخصوص جزیرۂ عرب میں لوگوں کا اس میں داخل ہونا۔''(۲۳)

سیرت اور حدیث کا باہمی تعلق

سیرت اور حدیث میں بنیادی طور پر ترادف ہے کہ دونوں سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات کو محیط ہیں۔ چنانچہ حدیث اور سیرت کی تعریفات میں عمومی مماثلت پائی جاتی ہے۔ البتہ کتابت حدیث اور سیرت نگاری کے اقتضاء میں بہت حد تک یکسانیت کے باوجود بعض اُمور میں کافی فرق ہے۔ مولانا عبدالرؤف دانا پوری حدیث وسیرت میں باہمی یکسانیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اصحاب حدیث دراصل تین اُمور کو جمع کرتے ہیں:

۱: رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کام کیا۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کیا گیا۔

اصحاب سیرت بھی انہیں تین اُمور کو جمع کرتے ہیں، اس لیے اصل کام دونوں کا ایک ہے۔"[۲۴]

حدیث اور سیرت میں درج ذیل اُمور قدرے مختلف ہیں:

۱۔ اصحابِ حدیث کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ان کی بحث ضمناً یا التزاماً ہوتی ہے اور اصحاب السیر کا مقصود بالذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننا ہے۔ احکام پر ان کے یہاں بحث ضمناً ہوتی ہے۔[۲۵]

۲- محدثین کا مدار بحث صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ فعل یا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں... لیکن اصحابِ سیرت کو یہ بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کے سوا دو باتیں اور معلوم کرنی پڑتی ہیں:

(i) یہ کہ حضور نے کب ایسا کہا یا کیا؟

(ii) ایسا کہنے یا کرنے کی وجہ کیا تھی؟[۲۶]

۳۔ اصحابِ سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو مسلسل اور مربوط بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصحابِ حدیث اس کو ضروری قرار نہیں دیتے ہیں۔[۲۷] اگرچہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات موجود ہوتے ہیں مگر بغیر ترتیب کے۔[۲۸]

۴- سیرت نگار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے اسباب و علل کو بھی اصحابِ حدیث کے برعکس جاننا چاہتے ہیں۔[۲۹]

۵- اصحابِ سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے متعلق یہ بھی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب، کس دن، کس تاریخ کو ایسا کہا یا ایسا کیا، اصحابِ حدیث صرف اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ یہ قول یا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔[۳۰]

۶- محدثین روایات کو رواۃ کی ثقاہت، تقویٰ اور دیانت کی کمی زیادتی کی بنا پر مقبول رواۃ کی روایتوں میں اختلاف کے وقت ترجیح دیتے، جبکہ اصحابِ سیرت حالات کی موافقت اور واقعات کے علم کی بنا پر ترجیح دیتے ہیں۔[۳۱]

۷- مولانا عبدالرؤف داناپوری نے ترجیح روایات کی مثالیں دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس طرح ترجیح کے بارہ میں اصحابِ سیر اور اصحابِ حدیث کا راستہ مختلف ہو گیا۔[۳۲]

۸- اصحابِ سیر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت یا اُس کے قریب حجاز کی معاشرتی یا مذہبی حالت کیا تھی؟ اس کے لکھنے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے حالات میں کیا تغیرات ہوئے اور کون سا حکم کس مناسبت سے دیا گیا۔ محدثین عموماً ان احوال کو تفصیل سے نہیں لکھتے الا یہ کہ وہ جو خود جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ پیدائش سے نبوت تک کے حالات کی بھی یہی حالت ہے۔

بڑے سے بڑے محدثین نے بھی یہی کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بیان کے علاوہ صحابہ اور کبار تابعین کے صحیح اقوال کو جمع کیا۔ (۳۳)

۹- حدیث کی کتابیں فقہی ابواب کی ترتیب پر تقسیم ہوتی ہیں اور سیرت کی کتابیں یا واقعات کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں۔ (۳۴)

علامہ شبلی نعمانی سیرت نگاری کو فن حدیث سے الگ فن قرار دیتے ہیں وہ دونوں فنون کا مقارنہ وموازنہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ سیرت ایک جداگانہ فن ہے اور بعینہٖ فن حدیث نہیں ہے اور اس بنا پر اس کی روایتوں میں اس درجہ کی شدت احتیاط ملحوظ نہیں رکھی جاتی جو فن صحاح کے ساتھ مخصوص ہے اس کی مثال یہ ہے کہ فقہ کا فن قرآن اور حدیث ہی سے ماخوذ ہے، لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعینہٖ قرآن یا حدیث ہے یا ان دونوں کے ہم پلہ ہے۔'' (۳۵)

فن سیرت اور فن حدیث کے بعض اُمور میں فرق اور اختلاف کے باوجود اصحابِ حدیث اور سیرت نگار کوئی دو الگ الگ جماعتیں نہیں بلکہ بیشتر محدثین و سیرت نگار دونوں فنون میں مسلم وامام تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالرؤف اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اصحاب سیر اور اصحاب حدیث واقعی دو جماعت نہیں، جتنے اصحابِ سیر ہیں وہ بھی اصحابِ حدیث بھی ہیں اور جتنے اصحابِ حدیث ہیں وہ اصحابِ سیر بھی، مگر سیرت پر جب ان کو واقعات جمع کرنے پڑتے ہیں اور سیرت کے مقاصد کو پورا کرنا ہوتا ہے تو اس کے شرائط اور وجوہِ ترجیح میں مناسب تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔'' (۳۶)

سیرت اور سوانح عمری

سوانح عمری کی تعریف کچھ اس طرح کی گئی ہے:

''سوانح عمری تاریخ کی ایسی شکل ہے جو انسانی نسلوں اور گروہوں سے نہیں بلکہ افراد سے متعلق ہے۔'' (۳۷)

''سوانح عمری کو ایک انسان کی تاریخ کہا جاتا ہے۔'' (۳۸)

کارلائل کی رائے میں سوانح عمری ایک انسان کی حیات ہے۔ (۳۹)

سوانح عمری کی مذکورہ تعریفوں کے تناظر میں سیرت کے امتیاز وخصائص کو نمایاں کرتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

''سیرت کو محض سوانح عمری (بائیوگرافی) سمجھنا غلط ہے، یہ ایک ارفع واشرف تشکیلی عمل ہے جدید تصور کی بائیوگرافی ہرگز نہیں، اسی مغالطے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے بہت سے جدید سوانح نگاروں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اسے بائیوگرافی کہنا ہی ہو تو برتر (Super) بائیوگرافی کہا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کے یہ معنی نہیں کہ سیرت بائیوگرافی کے خصائص سے خالی ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ

سیرت بائیوگرافی تو ہے، لیکن ایک مخصوص اور ارفع قسم کی بائیوگرافی ہے۔"(۴۰)

سیرت کا موضوع ایک مثالی نمونہ ہے جو ہر خطا اور تقصیر سے پاک ہے جب کہ سوانح میں ان اوصاف کا ہونا ضروری نہیں۔(۴۱)

سیرت میں واقعات و روایات کی تحقیق وتنقید اُصول حدیث کے سنہری اور بہترین ضوابط کے مطابق ہوتی ہے۔ سوانح عمری میں ایسے اعلیٰ اور مثالی اُصول وضوابط کا فقدان ہوتا ہے۔ نیز سیرت تخیلات وقیاس آرائیوں سے پاک ہوتی ہے، جبکہ سوانح میں ایسے خصائص نہیں ہوتے(۴۲) اور عموماً تخیل سے بائیوگرافی کی تکمیل ہوتی ہے۔ مگر سیرت میں رسول خدا کے ہر قول وفعل کو صحیح صحیح فراہم کر کے اُسے تاریخ وسنین کے سیاق وسباق میں جمع کیا جاتا ہے تا کہ اُس سے اُسوۂ حسنہ برآمد ہو سکے۔(۴۳)

سیرت اور تاریخ

سیرت کو ایک نیم تاریخی اور نیم سوانحی صنف قرار دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا فن تاریخ فن سیرت سے متاثر ہوا ہے۔ فن سیرت اور تاریخ میں بعض وجوہ سے امتیاز وفرق موجود ہے:

۱۔ سیرت کا موضوع انسان اور زمانہ ہے۔ سیرت ایک بہت عظیم اور بے مثال شخصیت یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات وعہد کے مطالعہ کا نام ہے۔

۲۔ تاریخ میں اصل موضوع اکثر ملک اور زمانہ ہوتا ہے، جس میں ضمناً شخصیات زیر بحث آتی ہیں۔ جبکہ سیرت میں ایک اعلیٰ شخصیت رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات اصل موضوع ہوتی ہے اور ملک وزمانہ کا مطالعہ ضمناً ہوتا ہے۔

۳۔ رواۃ تاریخ عموماً گزرے ہوئے واقعات کو عرصہ بعد بیان کرتے ہیں جب کہ سیرتِ رسول ﷺ کو آپ کے صحابہ کی زبانی حفظ وضبط کا امتیاز حاصل ہے۔

۴۔ تاریخ کی استنادی حیثیت سیرت کے مقابلے میں کئی ایک نقائص سے پر ہے۔(۴۴)

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور الافریقی: لسان العرب (دار صادر، بیروت، ۱۹۹۰ء) ۴/ ۳۸۹

۲۔ التھانوی، محمد اعلیٰ: کشاف اصطلاحات الفنون (سہیل اکیڈمی، لاہور) ۱/ ۶۶۴

۳۔ لسان العرب، ۴/ ۳۹۰

الزبیدی، محمد مرتضیٰ: تاج العروس من جواہر القاموس (منشورات، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، لبنان) ۳/ ۲۸۷

۴۔ لسان العرب، ۴/ ۳۹۰

۵۔ وارث سرہندی: قاموس مترادفات، (اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۳۹۷

اردو لغت تاریخی اُصول پر، (اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۹۱ء) ۱۲/ ۳۲۸

۶۔ الجرجانی، علی بن محمد بن علی: التعریفات (دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ) ص ۱۶۳

۷۔ محمد رواس قلعہ جی و حامد صادق قنیبی: معجم لغۃ الفقہاء (ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراتشی، س ن) ص ۲۵۳

۸۔ اردو لغت تاریخی اُصول پر، ۱۲/ ۳۲۸

۹۔ ایضاً

۱۰۔ دائرۃ معارف الاسلامیۃ (دار المعرفۃ، بیروت) ۱۲/ ۴۳۹

۱۱۔ محمد منیر غضبان، فقہ السیرۃ النبویۃ (جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ) ص ۱۵

۱۲۔ دہلوی، شاہ عبدالعزیز، محدث: عجالہ نافعہ، مترجم و شارح، ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی (نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، ۱۹۶۴ء) ص ۴۸

۱۳۔ محمد ادریس کاندھلوی: سیرۃ المصطفیٰ (فرید بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۷ء) ۱/ ۳

۱۴۔ مبارک پوری، قاضی اطہر: تدوین سیر و مغازی (دار النوادر، لاہور، ۲۰۰۵ء) ص ۱۳

۱۵۔ کشاف اصطلاحات الفنون، ۱/ ۶۶۴

۱۶۔ ایضاً، القیومی، احمد بن محمد: المصباح المنیر (المکتبۃ العلمیۃ، بیروت) ۱/ ۲۹۹

۱۷۔ القونوی، قاسم بن عبداللہ: انیس الفقہاء (دار الوفاء، جدہ، ۱۴۰۶ھ) ص ۸۱

مبارک پوری، قاضی اطہر: تدوین سیر و مغازی، ص ۱۳

۱۸۔ ابن حجر، شہاب الدین: فتح الباری (دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۶ء)، کتاب الجہاد والسیر باب فضل الجہاد والسیر وقول اللہ تعالی، ۶/ ۸۷

۱۹۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر: فن سیرت نگاری پر ایک نظر، تعمیر افکار، سیرت نمبر (زوار اکیڈمی، پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء) ص ۱۱

۲۰۔ ایضاً،ص۱۵
۲۱۔ ایضاً،ص۱۶
۲۲۔ غازی،محموداحمد،ڈاکٹر:محاضرات سیرت (الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور،۲۰۰۷ء) ص۱۵
۲۳۔ محمدمنیرغضبان،فقہ السیرۃ النبویۃ،ص۱۳
۲۴۔ داناپوری،عبدالرؤف،مولانا:اصح السیر (مجلس نشریات اسلام،کراچی) ص۸
۲۵۔ ایضاً
۲۶۔ ایضاً
۲۷۔ ایضاً
۲۸۔ اردودائرہ معارف اسلامیہ(دانش گاہ پنجاب،لاہور)۱/۱۴،ص۱۷۴
۲۹۔ داناپوری،عبدالرؤف،مولانا:اصح السیر،ص۸
۳۰۔ ایضاً
۳۱۔ ایضاً
۳۲۔ ایضاً،ص۹
۳۳۔ ایضاً
۳۴۔ حافظ صلاح الدین ثانی،ڈاکٹر: سیرت نگاری کا صحیح منہج (مقالات سیرت،اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور) ۸۹/۱
۳۵۔ شبلی نعمانی، علامہ وسیدسلیمان ندوی: سیرت النبی ﷺ، (الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور) ص ۲۴-۲۵
۳۶۔ داناپوری،عبدالرؤف،مولانا:اصح السیر،ص۹
۳۷۔ انورمحمودخالد،ڈاکٹر: اُردونثر میں سیرت رسول ﷺ(اقبال اکادمی،لاہور) ص۱۹
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ ایضاً
۴۰۔ سیدعبداللہ،ڈاکٹر:فن سیرت نگاری پرایک نظر،تعمیرافکار،سیرت نمبر،ص۱۱
۴۱۔ حافظ صلاح الدین ثانی،ڈاکٹر: سیرت نگاری کا صحیح منہج،مقالات سیرت،۱/۹۴
۴۲۔ ایضاً
۴۳۔ انورمحمودخالد،ڈاکٹر: اُردونثر میں سیرت رسول ﷺ،ص22
۴۴۔ حافظ صلاح الدین ثانی،ڈاکٹر: سیرت نگاری کا صحیح منہج ، مقالات سیرت ،(جامعہ اسلامیہ، بہاولپور) ۱/۹۰-۹۳